بعون خالق کون و مکان و صناع زمین و آسمان

درین زمان بهجت اقتران واسوخت تجمل معروف باسم تاریخی

نغمۂ ہزار

۱۳۰۸

مصنفۂ جناب عالی خطاب [illegible] بارہ بنکی

متخلص بہ تجمل مصنف دیوان نایاب تحفۂ احباب مسمی بہ مرغوب جہان مطبوعۂ سابق

در مطبع نامی منشی نولکشور طبع رونق یافت

بعون خالق کون و مکان و صناع زمین و آسمان

درین زمان بہجت اقتران واسوخت تجمل معروف باسم تاریخی

زمزمۂ ہزار

۱۳۰۸

مصنفہ جناب عالی خطاب [illegible] بارہ بنکی

تخلص تجمل مصنف دیوان نایاب تحفۂ احباب مسمی بمرغوب جہان مطبوعۂ سابق

در مطبع نامی منشی نولکشور طبع رونق یافت

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کوچۂ عشق مین انسان کو نہ لائے اللہ
رستہ یہ نہ کسی کو بھی دکھائے اللہ
اسکے آفات سے ہراک کو بچائے اللہ
کوئی اس بھول بھلیان مین نہ آئے اللہ

ایک ہی زیست کی اور مرگ کی یان صورت ہے
زندہ مرکر بھی جو نکلے تو وہ خوش قسمت ہے

عشق سے ہمنے نہ آباد کوئی گھر دیکھا
تھا جو گلشن اُسے ویرانے سے بدتر دیکھا
جب کبھی سوئے زمین بادل مضطر دیکھا
صورت چرخ اُسے کھاتے ہوئے چکر دیکھا

مثل دنیا مین کوئی غرب سے تا شرق نہین
اس سے پستی و بلندی مین کوئی فرق نہین

حضرت عشق نے جس دل مین اثر جا کے کیا
ساتھ ہی رنج و غم و درد نے گھر جا کے کیا
مردم دیدہ کو بے نور نظر جا کے کیا
صف مژگان کو غضب زیر و زبر جا کے کیا

قیس و فرہاد کے مانند ہوا حال اُسکا
بعد مرنے کے ہوا لاشہ بھی پامال اُس کا

حضرت عشق نے گھر لاکھون کیے ہین برباد
جسکو ویران کیا پھر نہ ہوا وہ آباد
قیس و وامق کی طرح اور مثال فرہاد
مر گئے کتنے تو موجود ہین کتنے ناشاد

صاف تو یہ ہے کہ ہے جان کا دشمن یہ عشق
جان کے ساتھ ہے ایمان کا دشمن یہ عشق

صاحب عشق ہین رسوا کہین بدنام کہین
زندگی بھر انھین ملتا نہین آرام کہین
صبح ہوتی ہے کسی جا پہ انھین شام کہین
چھوڑتی ساتھ نہین گردش ایام کہین

پرورش دست غم و رنج سے یہ پاتے ہین
خون دل پیتے ہین اور لخت جگر کھاتے ہین

یہ وہ کوچہ ہے کہ رکھا ہی یہان جسنے قدم
صدمے پر صدمے ہین ہر وقت الم پر ہی الم
اُسکو درپیش ہوا ہی سفر ملک عدم
عیش کی شکل نظر مین نہین جز صورت غم

اللہ اللہ بڑی سر پہ ہی آفت کیسی
یہ بھی معلوم نہین ہوتی ہی راحت کیسی

یہ وہ بجلی ہی جلا دیتی ہی جو خرمن جان
آشکارا اِسکا اثر سب پہ ہی گو ہی یہ نہان
جسم عاشق کا مٹا دیتی ہی اکدم مین نشان
غیر ممکن ہی کہ پا جاے کوئی اس سے امان

کیا زبان سے ہو بیان حال حرارت اِسکا
ایک ذرہ بھی نہین مہر قیامت اِسکا

معجزہ ہی کہین جادو ہی کہین ہی اسرار
نیشتر ہی یہ کسی جا تو کسی جا یہ ہی خار
کہین بنتا ہی یہ عقرب کہین بنتا ہی یہ مار
چھیڑنا آبلۂ دل کو اِسی کا ہی کار

رہنے والون کے اسی سے ہوے بستر خالی
ایک دم مین یہی کرتا ہی بھرا گھر خالی

ہی یہ میدان کہین عرصۂ محشر سے سوا
داغ غم دل کا جدا تابش خورشید جدا
نفسی نفسی کے سوا آتی نہین اور صدا
کوئی پرسان نہین حال کا جز ذات خدا

جب یہ حالت ہی تو اب کون خبر کسکی لے
خبر اپنی نہین جب کون خبر کسکی لے

اِسکے پابند کا ہر وقت بھرا کرتا ہی
لخت دل کھانیکو ہی پینے کو ہی خون جگر
رات بھر گریہ و زاری ہی تو چلکر دن بھر
الغرض یون ہین گذرتے ہین اُسے آٹھ پہر

ہوشیارون کو بھی بیہوش یہ کر دیتا ہی
دین و دنیا کو فراموش یہ کر دیتا ہی

اِسمین ہمراز نہ کوئی ہی نہ کوئی ہمدم
رات دن جور یہ ہی جور ستم پر ہی ستم
ساتھ کوئی نہین دیتا ہی بجز رنج و الم
آفتین ڈھانے کو آندھی ہی یہ چرخ اظلم

اِسکے آغاز کا انجام نہین ملتا ہی
خواب مین بھی کبھی آرام نہین ملتا ہی

۱۲ کار بیرحمی جلاد کیا کرتا ہی
دل آباد کو برباد کیا کرتا ہی
زخمی ناوک بیداد کیا کرتا ہی
شاد جو ہو اُسے ناشاد کیا کرتا ہی

طاق ہی بانئ بیداد یہ نیرنگی مین
ہی زمانہ کا بھی اُستاد یہ نیرنگی مین

۱۳ قتل ہوہو کے کہین ہوتے ہین عشاق ہلاک
کوئی پھرتا ہی فقیرانہ بدن مین ملے خاک
شکل دیوانہ گریبان ہی کسی کا صد چاک
کوئی کھو بیٹھا ہی اس کوچے مین عقل و ادراک

کوئی معشوق کے پہلو مین غزے کرتا ہی
اور کوئی حسرت دیدار ہی مین مرتا ہی

۱۴ کہین الفت کا کسی کی کوئی دم بھرتا ہی
کھا کے ہیرا اور دندان پہ کوئی مرتا ہی
کہین سائے سے کسی کے بھی کوئی ڈرتا ہی
وحشت غربت مین کوئی روز بسر کرتا ہی

اِس جلن کا تو نہین کوئی ہوا ہی سکھ
حضرت عشق کا کیا خوب پڑا ہی سکہ

۱۵
حضرت عشق جو آتے ہین تو پھر جاتے نہین
سختی رنج و مصیبت مین یہ گھبراتے نہین
وصف یہ بھی ہر کسیجا پہ یہ شرماتے نہین
کھاتے ہین خون جگر اور تو کچھ کھاتے نہین
کیون نہ ان عشق کو یکتاے زمانہ کہیے
دوست ہمشکل بھی اور انکو یگانہ کہیے

۱۶
عہد طفلی مین عجب ناز و نعم سے تھے پلے
دھوپ مین ہمتو کبھی ایک قدم تھے نہ چلے
خوف آسیب کا تھا چاند کے سائے کے تلے
طوق منت کے پڑے کتنے ہی تھے اپنے گلے
رات راحت سے تو دن عیش سے کٹ جاتا تھا
خار تھا جسم مین گر پھول لپٹ جاتا تھا

۱۷
بہر تفریح نکلتا تھا جو مین صبح و مسا
ہو کے اسوار ہوادار پہ کھاتا تھا ہوا
غیر محرم پہ نظر پڑتی نہین تھی اصلا
شغل کوئی بھی نہ میرا تھا عبادت کے سوا
کفر کے سمت توجہ نہ ذرا کرتا تھا
نام اصنام پہ لاحول پڑھا کرتا تھا

۱۸ جانتا بھی یہ نہ تھا عشق کو ہی کون بلا
رات دن رہتی تھی بس دل مین یہ فریاد خدا
دام گیسو کسے کہتے ہین محبت ہی کیا
ایک ساعت بھی نہ ہوتا تھا مصلی سے جدا

عمر سب طاعت معبود ہی مین کٹتی تھی
سجدہ گہ سے نہ کسی وقت جبین ہٹتی تھی

۱۹ فکر کا نام نہ تھا کٹتے تھے یون لیل و نہار
دیکھتا تھا کبھی سہو آنہ جنون خیز اشعار
تھا خزان کا بھی زمانہ صفت فصل بہار
تھا نہ کچھ خوف رقیبون کا نہ فکر اغیار

چین سے گذری نہ جب تک یہ جوانی آئی
یہ شباب آیا کہ شامت کی نشانی آئی

۲۰ جانتا بھی نہ یہ تھا عشق کسے کہتے ہین
سختیان اسمین ہین کیا کیا جسے سب سہتے ہین
کسطرح اسمین گرفتار بشر رہتے ہین
شکل آنسو کی ہی کیا اور وہ کیون بہتے ہین

رات دن عیش سے یہ عمر بسر ہوتی تھی
رنج و غم کی نہ فرشتون کو خبر ہوتی تھی

۲۱

بعد طفلی کے جب آ پہونچے یہ ایام شباب
روز و شب پیش نظر ہو گئی قصون کی کتاب
کہین مینوشی کی باتین تو کہین ذکر کباب
کہین معشوق نے لکھا خطِ عاشق کا جواب
اُسکے پڑھنے سے مرے دل پہ اثر ہونے لگا
تذکرہ عشق کا بس شام و سحر ہونے لگا

۲۲

ایکدن ایک گلی مین جو ہوا میرا گذر
ایک غرفے مین عجب شکل مجھے آئی نظر
دل مین کہنے لگا مین حور ہے یا کوئی بشر
جسکے تلوونکو پہونچتے نہین یہ شمس و قمر
چہرہ و زلف سے کیا شام و سحر ہے پیدا
نرگسین چشم سے جادو کی نظر ہے پیدا

۲۳

کیا بیان کیجیے اُس غیرت یوسف کا جمال
چاہ نے جسکی کیا ہر دل انسان پامال
دیکھکر چہرۂ رنگین کو ہر اک گل ہے نہال
بدر رخسارۂ روشن ہے تو ابرو ہے ہلال
روئے روشن پہ جو گیسو کے گھٹا چھا جاتی
مہر تابان پہ قیامت کی بلا آجاتی

۲۴

حسن میں ہی وہ یہ یکتا کہ نہیں مثل اُسکا
کہیے گر ماہ لقا اُسکو تو ہی نقص بُرا

ماہ میں داغ ہی اور صاف ہی اُسکا چہرا
اُسکے رخ سے جو نہیں مہر کو نسبت اصلا

صورت شمع تپ غم سے گھُلا کرتا ہی
آتش رشک میں دن رات جلا کرتا ہی

۲۵

ناز و انداز و ادا میں ہی وہ دلبر یکتا
مثل اُسکا نہیں دنیا میں ہوا ہی پیدا

جان سے بلبل دل ہی گل عارض پہ فدا
گلشن دہر میں نازک ہی وہ گلرو ایسا

بوسہ لینے کا اگر دل میں خیال آتا تھا
نیل رخسارۂ دلدار پہ پڑ جاتا تھا

۲۶

رشک سنبل ہی ہر اک گیسوے خمدار اُسکا
بچ سکا پیچ سے اِسکے نہ کوئی دل اصلا

طائر روح سمجھتا ہی اسے دام بلا
جو پھنسا پھندے میں اِسکے نہ کبھی وہ چھوٹا

دست نازک سے جو گیسو کو وہ بل دیتا ہی
زہر افعی کی طرح منھ سے اُگل دیتا ہی

٢٧
غیرت مشک ختن ہین وہ معنبر گیسو
باغ جنت کے گلون سے ہین معطر گیسو
طائر حسن رخ سادہ کے ہین پر گیسو
اُڑ کے ناگن کیطرح کاٹتا ہی سر گیسو

گیسوون سے یہ تعجب ہی ہر اک بسمل کو
قتل بے تیغ کے کردیتے ہین کیونکر دل کو

٢٨
پیچ در پیچ ہی کیا کوچۂ گیسوے رسا
کم نہین بھول بھلیان سے ہی رستہ اِسکا
جو گیا اِسمین نہ تا عمر نکل کر آیا
مانگ کے ذکر سے یاد آیا اک اندھیر بڑا

ہوش اور صبر ہر انسان سے چھٹ جاتا ہی
قافلہ دل کا اِسی راہ مین لٹ جاتا ہی

٢٩
زلف مشکین کی درازی تو ہی ظاہر سب پہ
روبرو اُسکے ہی طول شب فرقت کمتر
خامۂ فکر رسا لکھنے پہ آمادہ ہو گر
اُسکے اک حرف مین ہوجاے سیہ کل دفتر

آستین سر پہ شب زلف ہی لانے کے لیئے
بڑھ گئی روز قیامت کے گھٹانے کے لیئے

۲۰

کوچہ زلف مین کیا کیا ہوئی الجھن پیدا — کسقدر اُس مین پریشان رہا دل میرا

راہ پر پیچ وشب تار مین مشکل چلنا — رستہ مانگ کا سیدھا تھا مگر خوف یہ تھا

گر کوئی بھول کے اُس رہ سے گذر جاتا تھا

دیکھکر افعی گیسو کو وہ مرجاتا تھا

۲۱

وہ جبین نور مین ہی غیرت مہر تابان — زہرہ ہر بار ہوا کرتی ہر اُسپر قربان

دیکھکر اُسکو شگفتہ ہین گل باغ جہان — جو صفا اُسمین ہی وہ ماہ درخشان مین کہان

سامنے اُسکے صفائی کو بھی اک حیرت ہی

لوح سیمین وہ نہین آئنۂ قدرت ہی

۲۲

کوکب نور ہر اور حسن کا اختر ہی جبین — رشک آئینہ ہر اور لوح منور ہی جبین

کون کہتا ہی کہ زہرہ کے برابر ہی جبین — روشنی مین مہ وخورشید سے بڑھکر ہی جبین

دیکھے انسان تو اقبال کا تارا چمکے

صورت مہر مقدر کا ستارا چمکے

۳۳
خوبصورت ہی ہر اک چشم کے اوپر ابرو
خوشنمائی مین ہی یکتا ہے زبان ہر ابرو
ذبح کرنے کو ہر اک دل کے ہی خنجر ابرو
ماہ نو سے تو ہی اسوجہ سے بڑھکر ابرو
گہ گھٹا رہتا ہی وہ گاہ بڑھا رہتا ہی
سب مین اس عیب سے انگشت نما رہتا ہی

۳۴
کج ادا ہی جو وہ ابرو تو یہ کہتی ہی زبان
اُسکے اوصاف مین لازم ہی مجھے رست بیان
رنگ جو اُسمین ہی وہ قوس قزح مین ہی کہان
خم قیامت کا ہی جسپر مہ نو ہی قربان
قابل دید ہین نایاب ہین ابرو اُسکے
کعبۂ حسن کے محراب ہین ابرو اُسکے

۳۵
غیرت نرگس بیمار ہین آنکھین اُسکی
کیا کہون قابل دیدار ہین آنکھین اُسکی
شرم دہ ساغر سرشار ہین آنکھین اُسکی
کیا ستمگار و دل آزار ہین آنکھین اُسکی
دیکھ لے جو اُنھین وہ جان سے عاری ہوجاے
پار سینے سے نگاہون کی کٹاری ہوجاے

۳۶ سُرمگین چشم پہ عاشق ہین غزالانِ ختن
بھول جاتے ہین اُسے دیکھ کے وحشت کا چلن
ہے غضب اسمین سیاہی و سپیدی کی پھبن
قابل دید ہے کیا شام و سحر کا جوبن
اک نظر دیکھنے سے ہوش بشر کھو جائے
بادۂ عقل کا بھی نشۂ ہرن ہو جائے

۳۷ کرتی ہے نرگس جادو یہ اشارہ ہر بار
طائر دل ہے مرے ناوک مژگان کا شکار
چشم مخمور مین سرمہ نہین ہے یہ زنہار
دست خونخوار مین دیدی ہے قضا نے تلوار
سامنا اِسکا کرے وہ جو جگر رکھتا ہو
جوہر اسکے وہی دیکھے جو نظر رکھتا ہو

۳۸ پتلیان چشم فسون ساز کی ہین کیا طناز
گردشین انکی ہین مثل فلک شعبدہ باز
کس غضب کا یہ دکھاتی ہین ادا کا انداز
دیکھ سکتا نہین ہے اُنکو کوئی خرِ ہمراز
غیر محرم سے بہت شرم و حیا کرتی ہین
رات دن چشم کے پردون مین رہا کرتی ہین

۳۹
خوشنما چہرے پہ بینی کی ہی کیا خوب پھبن
بلبلین دیکھ کے شیدا ہون وہ غنچہ سا دہن
سرخی لب پہ فدا دیکھ کے ہو لعل یمن
مسی لب پہ فدا اور تصدق سوسن
در دندان کی چمک برق کو شرماتی ہی
آنکھ خورشید کی بھی تاب نہین لاتی ہی

۴۰
رشک برگ گل تر ہین لب اعجاز نما
ہین نزاکت مین جو یکتا تو نہین مثل انکا
آب و رنگ انکا عقیق یمنی سے ہی سوا
انکے اوصاف سے رنگین ہی کلام شعرا
بات کرنے مین جدا ہو کے جو مل جاتے ہین
دل کو کیا خوب مزے وصل کے ہاتھ آتے ہین

۴۱
غنچہ کہنے کو کہین لوگ پہ عنقا ہی وہان
عقل نے جب یہ کہا اسکا ملیگا نہ نشان
فکر ہی سوے عدم اسکے تجسس مین رواں
کاٹ کر بات کو کہنے لگی اُس سے یہ زبان
ہست ہی ہست ہی معدوم نہین ہوتا ہی
راز پنہان ہی یہ معلوم نہین ہوتا ہی

٤٢ قفل ہی باب نہانی کا بلا شک وہ دہان
کھل سکا فکر کی کنجی سے نہ حتی الامکان
خوبیان اُسکی زبان سے نہین ہوتی ہین بیان
تنگ ہی غنچہ مگر اُسمین یہ تنگی ہی کہان
اُسکی تنگی کا بیان ہو سکے کس صورت سے
بات بھی وہ دب کے نکلتی ہی بڑی دقت سے

٤٣ خوشنما یار کے دندان ہین مثال اختر
رشک الماس ہین اور غیرت سلک گوہر
دیکھ لے جوہری چشم یقین ہو نہ اگر
آبرو مین درِ غلطان سے ہین دندان بڑھکر
اُنکے اوصاف سے ہوتی ہی بیان کی زینت
یہ وہ جوہر ہین کہ ہین تیغ زبان کی زینت

٤٤ مسی دانتون مین ملی ہی تو عجب ہی جوبن
کیا شگفتہ نئی صورت سے ہی سوسن کا چمن
پان کھائے جو ہوے ہی تو ہی سب سرخ دہن
غیرت لعل ہین وہ دانت جو تھے دُرِ عدن
مسکرا کر کبھی دندان جو دکھا دیتا ہی
٤٥ بجلیان خندہ سے دل پر وہ گرا دیتا ہی

۴۵
یاد آتا ہی مجھے سیبِ زنخدان اُسکا
یہ ثمر وہ ہی کہ چکھے جو کوئی اسکا مزا
لب وہ چاٹا کرے تا عمر نہ بھولے اصلا
پھر نہو میوۂ جنت کی ہوس اُسکو ذرا
لاکھ کوشش کرے کوئی کہین ہاتھ آتا ہی
جان شیرین کو بھی دیکر نہین ہاتھ آتا ہی

۴۶
چشمۂ حسن ہی چاہِ ذقنِ گل اندام
اِس سے سیراب ہوے تشنۂ دیدار تمام
چاہ مین اِسکے تو ڈوبے ہین دلِ خاص و عام
اِسکے پانی کو پیا جسنے ملی عمرِ دوام
اُسکی الفت نے یہ خود رفتہ و بیہوش کیا
خضر نے چشمۂ حیوان کو فراموش کیا

۴۷
غیرتِ باغ ہی اُس عارضِ رنگین کی بہار
روبرو اُسکی نزاکت کے گلِ تر ہین خار
آب و تاب ایسی کہ شبنم ہوئی ہی اُسپہ نثار
رشکِ آئینہ صفائی مین نہ کیون ہون رخسار
گر کسی وقت نقاب اُس سے سرک جاتی ہی
صورتِ حسن و جمال اُسمین نظر آتی ہی

۴۸ بینیٔ رخ الف راست کی صورت ہی عیان
نقطۂ خال جو ہی زیر دہانِ جانان
اس سے ثابت ہی کہ وہ شوخ ہی یکتائے زمان
صاف اِس سے ہی اشارہ کہ ندارد ہی دہان
گرم بازار حسینان جہان سرد ہوا
دفتر ناز و ادا مین جو وہ گل فرد ہوا

۴۹ خال رخ مردمک دیدۂ آہو ہین تمام
آنکھین بیمار ہین پر اُنکا مسیحائی کلام
اِنکے آغاز محبت کا ہی وحشت انجام
رشک خورشید فلک اسلیے ہی وہ گلفام
شام گیسوئے سیہ ہی تو سحر ہی چہرہ
انجم افشان ہی جبین کی تو قمر ہی چہرہ

۵۰ گوش وہ گوش ہین جسنے کہ سُنی اُنکی ثنا
بجلیان پہنے ہی کانون مین جو وہ ماہ لقا
کان اُنکے ہوے کیا کانِ دُرِ صدق و صفا
پاس عارض کے چمکتی ہین بصد ناز و ادا
جان بیتاب جو تو اُنسے لگا لیتی ہے
خرمن ہوش کو آگ اُنکی جلا دیتی ہے

۵۱
دیکھ لے ساقی مہوش جو کبھی گردن نور　　سنگ غیرت سے کرے شیشۂ دل اپنا چور
آنکھ سے دیکھے نہ وہ گردن مینائی بلور　　اور صراحی کے گلے کا نہ کرے وہ مذکور
طعن سے بادہ کشون کے جو وہ غیرت کر جائے
کیا عجب ہی کہ گلا کاٹ کے اپنا مر جائے

۵۲
لعل و الماس کا گردن مین پڑا ہی مالا　　اور کانون مین چمکتا ہی طلائی جھالا
رشک سے سینے مین مہتاب نے ڈالا چھالا　　اسلیے پہنے ہی گردن مین وہ گنڈا کالا
اُسکو ڈر ہی نظر بد کے اثر ہونے کا
خوف ہی جان کے پابند ضرر ہونے کا

۵۳
گردن یار ہی کیا نور کے سانچے مین ڈھلی　　اُسکے نظارے سے سیری نہین آنکھونکو کبھی
دل حمائل کیے ہی اُسمین جو ہیکل ہی پڑی　　ذبح جان کے لیے خنجر ہین ادائین اُسکی
خوب پہنے ہوئے ہی طوق مرصع گردن
آفتاب رخ انور کی ہی مطلع گردن

۵۴

شانے وہ گول کہ جنمین ہی بھری صنع خدا
مچھلیان اُبھری ہُوئی ایسی ہین با ناز وادا
دونون تیار ہین یکسان نہ کوئی کم نہ سوا
دست شوق اُنپہ کسی کا نہین اتبک پہونچا
صورت آئینہ مہ صفائی دیکھی
یار کے بازودن مین شان خدائی دیکھی

۵۵

اُسکے بازو پہ مڑین ہین جڑاؤ جوشن
ہر نگینے کی چمک سے ہی مکان سب روشن
نورتن کی بھی قیامت کی ہی ساتھ اُسکے پھبن
قابل دید تھا اُس ماہ کا اُسدم جوبن
لیکے انگڑائی وہ جب ہاتھ اُٹھا دیتا ہی
شب مہتاب کے جلوے کو دکھا دیتا ہی

۵۶

ماہ کی طرح سے روشن ہی کلائی اُسکی
آئینہ دیکھ کے حیران ہی صفائی اُسکی
دیکھکر شمع بھی جلتی ہی گولائی اُسکی
ید قدرت نے ہی کیا شکل بنائی اُسکی
دیکھنے والے کو ہرگز نہین کل آتی ہی
آستین سے وہ کلائی جو نکل آتی ہی

۵۷
گجرے پھولوں کے کلائی میں ہیں کیا باغ وبہار
ناز کی لیکے بلائیں ہوئی جاتی ہے نثار
بار سے انکے لچکجاتی ہے جب وہ ہر بار
جب سے دیکھا اسے دل کو نہ کل آئی زنہار
لذت وصل نہ مجھکو کبھی حاصل ہوتی
وہ کلائی جو نہ گردن میں حمائل ہوتی

۵۸
دیکھکر دست حنائی کو ہوا ہون حیران
ہر ہتھیلی ید بیضا کی طرح ہے تابان
آگ یہ کیسی کہ مطلق نہیں ہے اسمین دھوان
ہے چمک ایسی کہ ممکن نہیں دیکھے انسان
تاب دیدار کی ممکن نہ تھا کوئی لاتا
دیکھتا گر اسے موسیٰ کی طرح غش آتا

۵۹
انگلیاں اس مہ کامل کی ہیں کیا شمع ضیا
انگلیون میں عجب انداز سے تھا رنگ حنا
آنچ پہ پروانہ رہا کرتی ہے دن رات ادا
سرخ یاقوت کے قلمونکا ہے جنہیں دھوکا
جب نئے طرز سے وہ ناز و ادا کرتے ہین
چٹکیون سے دل عالم کو ملا کرتے ہین

مہر تاباں سے کہیں بڑھکے ہے روشن وہ جمال
ماہ کامل ہے کف دست تو ناخن ہیں ہلال
ناخن شوخ کا ادنی سا یہ ہے ایک کمال
کھولنا عقدۂ لاحل کا نہیں کچھ بھی محال

گر کبھی اُنکا تصور بھی ذرا سا ہو جاے
کیسی ہی دل مین گرہ پڑ گئی ہو وا ہو جاے

مصدر راز دل حسن و صفا ہے سینہ
صاف ایسا ہے کہ مطلق نہین اُسمین کینہ
ناز و انداز و ادا کا ہے یہی گنجینہ
بڑھ کے ہے آئنۂ ماہ سے یہ آئینہ

نقص ہوتا نہ تو مثل اِسکے وہ کامل ہوتا
اُسمین گر داغ نہوتا تو مقابل ہوتا

سینہ ہے نور کدورت کا نہین اُسمین گذر
سامنے اُسکے تو میلا ہے کہین نور قمر
دیکھ لے گر اُسے ہو جاوے وہ ایسا ششدر
اپنا آئینہ ابھی چور کرے اِسکندر

سامنے اُسکے نہین اِسکی حقیقت کوئی
جز شکست اور نظر مین نہین صورت کوئی

۶۳

لاکھون عشاق کے اُس سینہ پہ سینے ہین فگار
سینۂ چرخ مین بھی رشک صفا سے ہی غبار
خواہش دل نہ مٹے جو اُسے دیکھے اکبار
لوح قدرت جو مقابل ہو تو ہو جائے نثار

رنگ کاغذ کا ہی فق خلق کا دم عاجز ہی
مدح مین اُسکی صفائی کے قلم عاجز ہی

۶۴

اُبھرے سینے پہ ہین اسطرح سے پستان شباب
سرو قد کو تو ملے ہین یہ ثمر دو نایاب
حسن کے بحر مین جسطرح سے اُٹھے ہون حباب
قبۂ نور ہین ایسے کہ نہین مثل وجواب

پھول جنکے تھے سیہ پھل ہوے گورے گورے
آجتک صاف ہین بیداغ ہین کورے کورے

۶۵

رشک سیب ذقن حسن ہین پستان کے انار
محرم راز کے دل پر ہی عیان اُنکی بہار
دل رہا ہی جگر ناز و ادا اُنکا ابھار
نازکی مین گلتر سے ہین زیادہ وہ بار

قمریان دیکھین تو دل کو نہ کبھی کل آئے
یہ تعجب ہی کہ اِس سرو مین دو پھل آئے

۶۶

صورت آئینہ ہی صاف شکم جانان کا
دیکھنے دیتے نہین اُسکو کبھی شرم وحیا
ناز و انداز و لطافت سے سراسر ہی بھرا
ہی شکم بحر تو ناف اُسمین ہی گرداب آسا
تہ پیچ مین اُسکے پھنسا جو اُسے مرتے دیکھا
ڈوب کر اُسمین کسی کو نہ اُبھرتے دیکھا

۶۷

بال سے بھی کمر یار ہی باریک سوا
رہ باریک کا پاتی نہین ہی فکر پتا
دیکھ سکتا نہین تار نظر چشم اصلا
ہاتھ آیا بڑی مشکل سے یہ مضمون نیا
پردۂ غیب مین مانند دہان رکھا ہی
اُسپہ عاشق جو عدم ہی تو نہان رکھا ہی

۶۸

رگ گل سے بھی نزاکت مین زیادہ ہی کمر
دیکھ لے چشم تصور سے کوئی اُسکو اگر
بار ہوتا ہی بہت اُسکے لیے تار نظر
بل پہ بل پڑنے لگین زلف کی صورت یکسر
باغ مین اُسکی نزاکت کا اثر گر ہو جاے
بو ہر اک گل کے لیے بار گران تر ہو جاے

درمیان

٦٩

درمیان دونون کے خفیہ ہی جو اک شی موجود
اتنا کافی ہی کہ عشاق کی ہی جائے سجود
اُسکا اظہار سراسر نہین مجھکو مقصود
اُسکی خواہش مین فرشتے بھی ہوے ہین مردود
راز پوشیدہ ہی یہ کھول نہین سکتا ہون
جز خموشی مین ذرا بول نہین سکتا ہون

غیرت مطلع انوار ہی ہر زانوے یار
آئینہ مہ کا ہی حیران صفا پر ہر بار
مہر گردون دل و جان سے ہی فدا اور نثار
دیکھنے سے نہوا اکدم دل عاشق کو قرار
خوش خرامی مین چمک ایسی دکھا دیتا ہی
دل عشاق پہ بجلی سی گرا دیتا ہی

پائی ہین یار نے کیا صاف و مصفا رانین
صاف دکھلاتی ہین منہ شرم و حیا کا رانین
خوشنما صورت آئینہ ہین گو یا رانین
دلربائی مین ہین یکتائے زمان کیا رانین
پائچون مین ہین نہان رکھتے عجب جوبن ہین
شمعین دو نور کی فانوسون مین یہ روشن ہین

۶۲

حسن و خوبی مین ہر اک ساق ہی اُسکی یکتا
اُسپہ پروانہ ہی شمع مہ انور کی ضیا
دونون یکسان ہین ملاحت مین کوئی کم نہ سوا
ساق خورشید نے پایا نہین ہی نور ایسا

پانچون سے جو وہ چلنے مین نکل جاتی ہین
ایڑیون سے دل مہتاب کو مل جاتی ہین

۶۳

قد دلجو ہی عجب رشک دہ سرو سہی
راستی قد دلبر مین ہی یون زیبائی
اِسکی الفت کا بھرا کرتی ہی دم ہر قمری
جسطرح ابروئے گیسو مین فرین ہی کجی

ذکر پر اُسکے جو آمادہ طبیعت ہو جاے
آفت آجاے بپا شور قیامت ہو جاے

۶۴

خوشخرامی مین عجب ہی قد بالا کی پھبن
راستی دیکھ کے اُسکی ہی فدا سرو چمن
آتش رشک سے ہر کبک کے دل مین ہی جلن
ہر قدم پر ہی بپا فتنۂ محشر کا چلن

نازو انداز و ادا سے جو کبھی چلتا ہی
دل ہر اک پاے حنائی سے وہ گل ملتا ہی

۶۵
فتنۂ شور قیامت ہی بلاے رفتار　　دیکھے گر کبک تو ہوش اُسکے اڑائے رفتار
ناز سے گر وہ مسیحا کو دکھائے رفتار　　زندہ کرنے لگے ہر مردہ ادائے رفتار

تازگی جان تلک پانے لگی ٹھوکر سے
قُم باذنی کی صدا آنے لگی ٹھوکر سے

۶۶
دم رفتار نزاکت سے کمر کی وہ لچک　　زلف مشکین کی کمر تک وہ دل آویز لٹک
مسکرا دینے مین وہ اختر دندان کی جھلک　　گندمی رنگ رخ یار کی اللہ رے چمک

تاب نظارہ کوئی آنکھ نہین لاتی ہی
چشم خورشید فلک اُس سے جھپک جاتی ہی

چودھوین سال سے زائد نہین ہی سن کا شمار　　بوٹا سے قد پہ کچھ اُنکا بھی غضب کا ہی ابھار
بخت بیدار مگر نیند کا آنکھون مین خمار　　حشر برپا جو کرے ایسی قیامت رفتار

دل مین آتا تھا کہ کس طرح فدا ہو جاؤن
نذر سر دیکے شریک شہدا ہو جاؤن

اُس گھڑی زیب بدن ایک تھا جوڑا بھاری
جسکی توصیف و ثنا مین یہ زبان ہی عاری
شکل سے سب یہ ہویدا تھی عجب دلداری
اور کنیزین بھی چنور کرتی تھین باری باری

دام گیسو ہی تو صیاد وہ جانانہ ہی
طائرِ دل کے لیے خالِ ذقن دانہ ہی

مین نے چاہا کہ کسی طرح سے دیکھے وہ ادھر
مین ملون اُس سے وہ سمجھے صفتِ تارِ نظر
پر مجھے دیکھتے ہی چھپ گیا وہ رشکِ قمر
یہ جہان میری نظر مین ہوا تیرہ یکسر

اُس جگہ سے تو پھر اپنا ہوا اُٹھنا دشوار
پانٔون اُٹھتے نہین تھے ہو گیا چلنا دشوار

الغرض روز مین وان شام و سحر جاتا تھا
اُس پریزاد کا پر کچھ نہ پتا پاتا تھا
دیکھتا تھا جو مقدر مجھے دکھلاتا تھا
کیا کہون بیان جو کچھ دل مین مرے آتا تھا

رات تو صبح کی امید مین ہوتی تھی بسر
صبح سے شام تلک رہتی تھی غرفے پہ نظر

بند ۸۱

مجھکو پروا تھی نہ پانی کی نہ کچھ کھانے کی
کوئی تدبیر نہ چلتی تھی پتا پانے کی
صبح ہوتے ہی ہوئی فکر اُدھر جانے کی
میری صورت نہین تھی شکل تھی دیوانے کی

جی مین آتا تھا کہ اب زہر کو کھا کر مرجاؤن
کوچۂ عشق مین یون نام مین اپنا کر جاؤن

۸۲

تھی یہ حیرت کہ کہون کس سے مین دل کا احوال
کیا کرون جس سے خوشی کا نظر آجاے جمال
ہے مزاج اور طبیعت ہے ہر اک وقت نڈھال
وہ صنم مجھکو ملے دور ہو یہ رنج و ملال

جس طرح سے ہو مرا گلشنِ خوبی ملجاے
غنچہ امید کا بس دل کے چمن مین کھلجاے

۸۳

کس سے پوچھون کہ کہان اب ہے وہ بلقیس لقا
نامہ لیجا مرا اون تک توہی ای باد صبا
دیکھکر جسپہ دل و جان سے سلیمان ہو فدا
اور یہ حال زبانی بھی تو اُس سے کہنا

گھیرے ہر چار طرف سے آکے لشکر غم کا
جان جاتی ہے وہ مہمان ہے کوئی دم کا

۸۴
روز ہوتا تھا تجسس مین گذر اپنا جہان
جی مین آیا کہ کرون مطلب دل اُس سے بیان
مل گئی ایک ضعیفہ مجھے اک روز وہان
رازِ پنہان کو سراسر مین کرون اُسپہ عیان
کوچۂ عشق کی شاید یہی رہبر ہو جاے
اسی صورت سے موافق یہ مقدر ہو جاے

۸۵
بس اُسی روز سے کرنے لگا جھک جھک کے سلام
وہ دعا دیکے لگی کہنے کہ کیا ہی ترا نام
جلد بتلا دے تو اب مجھسے جو نکلے کوئی کام
ابھی اک دم مین مین اُس کام کا دیدون انجام
گر تو عاشق ہی کسی پر تو اُڑا لاؤن گی
ایک فقرے مین اُسے ساتھ لگا لاؤن گی

۸۶
مہربان مینے جو اسطرح سے پایا اُسکو
مقصدِ دل تھا جو اپنا وہ سنایا اُسکو
گھر پہ بہزاد کا بھی مینے بتایا اُسکو
سب پتے دیکے سراپا بھی دکھایا اُسکو
ہنسکے وہ بولی فرشتے کا گذر وان ہی محال
ایسی خواہش کو خدا کے لیے تو دل سے نکال

وہ تو اِن باتون سے ہرگز ابھی آگاہ نہین — نیک بختی مین وہ مشہور ہے بیراہ نہین
صحبتِ غیر سے واقف ابھی واللہ نہین — مرد کی اُسکو ابھی تک تو ذرا چاہ نہین
حور صورت ہے طبیعت کی مگر وہ جن ہے
گذر اُس تک تو فرشتے کا بھی ناممکن ہے

یہ سخن مجھکو ضعیفہ نے سنایا جسدم — اشک آنکھون سے روان ہوگئے میرے پیہم
بولی تب ہنسکے وہ کیون کرتا ہے تو اتنا غم — کوچۂ عشق مین شاید ابھی رکھا ہے قدم
دیکھیگا اِسمین تو ذلت ابھی آگے آگے
پیش آئیگی مصیبت ابھی آگے آگے

۸۹
تب کہا مینے ضعیفہ سے کہ اے نیک چلن — دفع ہوجائینگے کوشش سے تری رنج و محن
تو جو چاہے تو بنے سینہ پہ داغ چمن — میرے آغوش مین آجائے ابھی غنچہ دہن
سیم و زر سے مین ترا کیسۂ خالی بھر دون
تجھسے محتاج کو مین دم مین تو انگر کر دون

۹۰
سیم و زر کا جو سنا نام تو کی یہ گفتار
مجھکو کیا دیگا قسم کھا کے تو کر کچھ اقرار
بیٹھے فی الفور کہا دم مین کرونگا زر دار
سیمتن سے تو ملا تو مجھے اے نیک شعار
ہنسکے بولی وہ کہ کل رات کو اس جا آنا
ساتھ اپنے نہ کسی غیر کو ہرگز لانا

۹۱
الغرض وانسے چلا گھر کی طرف تیز قدم
دل مین شادی لب پہ شکر خدائے اکرم
رات تو مر کے کٹی دن کا نہ پوچھو عالم
تھی مصیبت پہ مصیبت تو ستم پر تھا ستم
دن کے کٹ جانے پہ جب شام کا وقت آ پہونچا
وہ بھی وان آگئی اور مین بھی وہان جا پہونچا

۹۲
ساتھ مین اسکے تھی اک خادمہ با ناز و ادا
زلف معشوق سے بھی بڑھکے کہین تھی وہ بلا
لیگئین خالی مکان مین مجھے دونون تنہا
اور ملبوس زنانہ مجھے اک لا کے دیا
لگی کہنے کہ اسے جلد کر اب زیب بدن
دیکھنا کھلنے نہ پائے کہین مردانہ چلن

۹۳

فضل اللہ سے یان بھی ابھی سنبرہ نئی تھا
مین بھی عورت جو بنا دونون نے پھر ساتھ لیا
زیب تن کی جو وہ پوشاک بنا ماہ لقا
اور طریقے بھی بتائے مجھے سب سر تا پا
در کے دربانون نے مجھکو نہ کسی نے روکا
نہ کسی نے مجھے پوچھا نہ کسی نے ٹوکا

۹۴

جس گھڑی شان عمارت پہ پڑی میری نظر
دمبدم پوچھتا تھا سب سے یہ کس حور کا گھر
شش جہت مین جو نہ تھا شل ہوا مین ششدر
یان پہ آئین تو فرشتون کے بھی جلجائین پر
اُسنے اک کمرے کے گوشے مین بٹھایا مجھکو
اُس پری رو کو اشارے سے بتایا مجھکو

۹۵

دیدۂ غور سے کی مین نے جو اُس سمت نظر
دیکھتا تھا مین کبھی سوئے فلک گاہ ادھر
نظر آیا سر مسند مجھے اک رشک قمر
دل سے کہتا تھا کہ کسطرح سے جاؤن ان تک
دولت وصل میسر مجھے کیونکر آئے
ہاتھ کس طرح سے مقصود کا گوہر آئے

۹۶

دل کو مضبوط کیا اور وہان جا پہونچا — ہو گئے آزردہ پھر جاتے ہی دی اُسنے صدا

اک ذرا مجھکو تو بتلا کہ ہے کیا نام ترا — دھیان آیا نہ ترے دل مین ذرا پردے کا

مین یہ بولا کہ ہون سو جان سے تیرا عاشق

جو سزا دیگا کریگا وہ گوارا عاشق

۹۷

ہنس پڑا سنتے ہی اس بات کو وہ ماہ لقا — اور دی اپنے برابر مجھے پہلو مین جا

پھر ہوا تذکرہ کچھ پہلے نظر پڑنے کا — شرمگین آنکھ جھکا کر یہ اشارے سے کہا

علم تھا سب مجھے پر شرم و حیا مانع تھی

جانتا تھا مین مگر شرم و حیا مانع تھی

۹۸

میزبان پھر وہ ہوا اور مین مہمان ہوا — بادہ نوشی کا بس اک آن مین سامان ہوا

چرخ پیر بھی اس رنگ سے حیران ہوا — جام سے ساغر خورشید پشیمان ہوا

ڈر حسنہ کا تھا نہ کچھ خوف ہمیہ مجھکو

مین پلاتا تھا اُسے اور وہ ساغر مجھکو

۹۹

شیشۂ مے تھے وہ زرکار کہ اللہ اللہ
سرگردونسے پڑے مہر کی گر آئینہ نگاہ
کھائے اسطرح سے چکر کہ ابھی بھولے راہ
اور حیرت مین زبان سے یہ کہے باصد آہ

نور مین بڑھ کے مرے وہم وگمان سے آئے
یہ زمین پر کئی خورشید کہان سے آئے ۱۰۰

کیا کرون جام بلورین کی صفائی کا بیان
راز جو دختر رز کا ہے وہ ہر اسسے عیان
رشک آئینہ ہے اور غیرت مہر تابان
جام جمشید ہوا شرم سے اسکے پنہان

گر یہ ہی مے کی طرح سے اتر آئے اسمین
کیفیت دونون جہان کی نظر آئے اسمین ۱۰۱

جام زرین مین عجب ہے مئے گلگون کی بہا
دل شگفتہ نہون کیون دیکھ کے اسکو ہر بار
جو مزے اسمین ہین کیونکر ہون زبان سے اظہار
پی لیا جسنے اسے پھر نہوا اسکو خمار

دل انسان سے ہر اک رنج بھلا دیتی ہے
سیر کل ارض وسما کی یہ دکھا دیتی ہے

۱۰۲

دختِ رز جام مین کس ناز سے ہی جلوہ فگن
مست ہوتی ہی پری دیکھ کے اُسکا جوبن
سُرخ چہرہ ہی تو رنگین ہی عجب پیراہن
نازکی اُسپہ ہی قربان وہ نازک ہی بدن
ہجر اور وصل کا اُسکے یہ اثر ہوتا ہی
جام سب ہنستے ہین جو شیشہ ہی وہ روتا ہی

۱۰۳

اُس گھڑی ساقی بنی ایک پری وش آکر
بنے یوسف بھی غلام اُسکا جو پڑ جاے نظر
کیا کہون حسن مین تمثیل تھی وہ رشکِ قمر
جام دینے مین اِدھر اور نظر گاہ اُدھر
دل کو پامال ادا اُسکی کیے دیتی تھی
غیر احوال صدا اُسکی کیے دیتی تھی

۱۰۴

ایک جام اُسکو تو دو جام پلاتی تھی مجھے
نیچی نظرون سے مخاطب جو وہ پاتی تھی مجھے
بانکپن اپنا ہر اک ڈھب سے جتاتی تھی مجھے
کہ کے یہ اپنا انگوٹھا وہ دکھاتی تھی مجھے
یار کے سامنے عیار رگئے ٹھینگے مین
تم بھی شوق سے اغیار رگئے ٹھینگے مین

لغ.

۱۰۵ بعد ساعت کے گھڑی اُسنے اُٹھا کر دیکھی
چلو اُس کمرے مین جسجا کہ مسہری ہی بچھی
اور کہا مجھسے کہ اب رات رہی ہی تھوڑی
سو رہین چل کے وہان آنکھون مین ہی نیند بھری

الغرض آکے مسہری پہ جو لیٹے باہم
آنکھون مین خلد برین کا نظر آیا عالم

۱۰۶ ہم بغل یار تھا اُسدم نہ تھا خوف اغیار
تخلیہ دم مین ہوا ہونے لگے بوس و کنار
پُر تھا نشئہ سے یہ سر صورت جام سرشار
راز مخفی کا سراسر ہوا اُسدم اظہار

چوٹ دینے لگی ناگاہ گجر کی آواز
ذبح کرنے لگی مرغان سحر کی آواز

۱۰۷ بولا وہ غیرت گل اب نہین ہنسے کا محل
دیکھ لیگا جو تمھین کوئی پڑیگی ہلچل
ہان اُسی طرح سے پوشیدہ بس اب جاؤ نکل
میری اس عزت و حرمت مین بھی آئیگا خلل

بس اسی طرح سے ہر شب کو تم آتے رہنا
اپنی آنکھون کا مجھے جلوہ دکھاتے رہنا

۱۰۸ کچھ دنون تک تو اسی طرح رہی لیل و نہار
پھر خیال آیا کہ چھپ چھپ کے ہی جانا بیکار
ڈر لگا رہتا ہی فتنہ نہ کہین ہو بیدار
تاک مین بیٹھے ہوے ہون نہ کسی جا اغیار
اب کسی اور محلے مین مکان ٹھہراؤ
اور بےخوف و خطر اُسکو وہان بلواؤ

۱۰۹ سنکے یہ بات کیا اُسنے نہایت انکار
دونون جانب سے رہا بارے اپنی اصرار
آگیا فہم مین جب خوب کیا تب اقرار
کرلیا ایک مکان جلدی سے مین نے تیار
اُس مکان مین تو وہ بےخوف و خطر آتا تھا
صبح ہوتے ہوے گھر اپنے چلا جاتا تھا

۱۱۰ چرخ بے پیر بھی ہر رنگ دکھاتا گیا
دیکھ سکتا نہین دو دل کو کبھی یہ اکجا
سر پہ عاشق کے ہمیشہ سے یہ لاتا ہی بلا
اِسنے کب عاشق و معشوق کو اک جا دیکھا
رہنما جسکو سمجھتے تھے وہ رہزن نکلا
دوست سمجھے تھے جسے ہم وہی دشمن نکلا

۱۱۱

ایکدن دشمنون نے آسکے انھین دی یہ خبر
ساتھ کر دیجیے اک محرم راز اپنا اگر
دل پھنسا اور سے ہی جھوٹ ہین مرتے تم پر
ابھی ہو جائے عیان ہوتا ہے جس جا یہ گذر

ایک جا طالب و مطلوب کو دکھلا دین ابھی
پیار کرتے ہوے محبوب کو دکھلا دین ابھی

۱۱۲

کٹ گیا ہجر کا دن وصل کی جب رات ہوئی
یہ کہا اسکے سوا اس نہ کوئی بات ہوئی
پاس انکے مین گیا اور ملاقات ہوئی
اتنو معشوقہ تمھاری کوئی بدذات ہوئی

صلح مین بخت نے کی طرفہ لڑائی پیدا
وصل مین ہو گئے آثار جدائی پیدا

۱۱۳

تیرہ و تار ہوا میری نظر مین یہ جہان
درد دل کون سنے کس سے کرون جا کے بیان
ہو گیا مہر مرا پردۂ ظلمت مین نہان
مین کہان ہون وہ مرا ماہ لقا اب ہے کہان

ہے شب وصل کا یہ روز جدائی دشمن
کیسی بندی کی ہوئی ساری خدائی دشمن

۱۱۴
بڑھ گیا فرقتِ دلدار کا ایسا آزار
جی مین آیا کہ بس اب چھوڑ دون سارا گھر بار
ہو گیا مجھکو یقین اسکا ہی جینا دشوار
مثل فرہاد روانہ ہون مین سوے کہسار
جب نہین زینتِ پہلو وہ پری پیکر ہی
ایسے جینے سے تو مرنا ہی مرا بہتر ہی

۱۱۵
سو جگر دل مین غرض میرے ارادہ یہ ہوا
لیکے اک خنجرِ بران مین وہان جا پہونچا
جان دیکر اُسے مین خوب کرون اب رسوا
جس جگہ اُس بتِ عیار سے پایا تھا پتا
اتفاقاً وہی دلالہ مجھے وان پہ ملی
اُس سے مین کہنے لگا جان مین دیتا ہون ابھی

۱۱۶
سنکے وہ بولی تو ابھی طفل ہی نادان ابھی
کیا ترے دل کے نہین نکلے ہین ارمان ابھی
اتنی ہی بات پہ تو دیتا ہی کیون جان ابھی
جو مین کہتی ہون ذرا اُسپہ تو کر دھیان ابھی
بے سبب وہ بتِ عیار نہین بگڑا ہی
درمیان مین ترے اور اُسکے کوئی جھگڑا ہی

۱۱۷
مین نے پھر سارا وہ احوال سُنایا سچا
کچھ چھپایا نہین سب کہدیا کچا کچا
سُنکے تب اُسنے کہا تو تو ابھی ہر بچا
تجربہ کار نہ تھا کھا گیا اِس سے غچا

صبر کر پھر مین کوئی چال نئی چلتی ہون
روغن قاز کوئی جا کے مین پھر ملتی ہون

۱۱۸
بولی پھر آپ تو اِس عقل کے دشمن ہین ضرور
دلربا ایسے کہین ہاتھ ابھی لگتے ہین حضور
حسن پر اُسکو تو یوسف سے بھی بڑھکر ہر غرور
ہان کسی ڈھب سے معاف اب مین کرا دونگی قصور

بس عمل کیجیے اُسپر جو بتاتی ہون مین
بھولیے گا نہین یہ گھات سکھاتی ہون مین

۱۱۹
جب پری رو کو مین غصے سے جھکاؤنگی ادھر
جس گھڑی آپکے اور اُسکے مقابل ہو نظر
رکھیے گا خنجرِ بران یہ گلے کے اُوپر
بالیقین دیکھ کے یہ حال وہ ہوگا ششدر

بیوفا سارے زمانے مین وہ کہلائیگا
اپنی بدنامی کا کچھ دھیان ضرور آئیگا

۱۲۰

کہہ کے یہ مجھسے وہ دلالہ گئی تیز قدم
جانب غرفہ یہان آنکھین لگین تھین ہر دم
یک بیک کھل گئے اُس غنچہ کے در جو تھے بہم
آگیا مجھکو نظر وہ جو مرا تھا ہمدم

دل بیتاب کو پھر اپنے سنبھالا مین نے
میان سے خنجر بُرّان کو نکالا مین نے

۱۲۱

اپنی جانب جو مخاطب اُسے پایا مین نے
اُس پریرو کو یہ سامان دکھایا مین نے
اور خنجر کو گلے اپنے لگایا مین نے
حال مذبوح کا حال اپنا بنایا مین نے

بولا چلّا کے وہ دم لے ارے کیا کرتا ہی
کیا ہوا کسلیے تبلا دے مجھے مرتا ہی

۱۲۲

کیا ارادہ ہی بتادے مجھے از بہر خدا
بے سبب کسلیے تو کرتا ہی مجھکو رسوا
گر تجھے بیٹھے بٹھاے یہ ہوا ہی سودا
کسی فصاد سے اب فصد تو اپنی کھلوا

۱۲۳

نہین معلوم تجھے اِس مین ضرر کیا ہوگا
پہونچیگی تھانے یہ جسوقت خبر کیا ہوگا

۱۲۳
سنکے یہ بات دیا مین نے یہ رو رو کے جواب — آپ کے عشق مین بس ہے یہ مرا حال خراب
پاس اپنے مجھے بلوائیے گا گر نہ شتاب — خون ناحق کا ابھی آپ کے سر ہوگا عذاب
مجھکو کچھ اپنے تن و سر کی خبر آہ نہین
جان بھی جانے کا کچھ غم مجھے واللہ نہین

۱۲۴
سنکے یہ بات اٹھا غرفے سے وہ غیرت حور — نہوا کچھ بھی تردد مری خاطر سے دور
تھی ندامت بھی الگ دل بھی الگ تھا رنجور — پر یہ امید تھی آئیگی وہ دلالہ ضرور
اتنے مین دیکھتا کیا ہون کہ چلی آتی ہے
نئے انداز سے نازون کی پلی آتی ہے

۱۲۵
آتے ہی بولی مبارک ہو مبارک تمکو — کام کر لائی ہون وہ جو نہ کسی سے بھی ہو
یان ٹھہرنا نہین انسب ہے یہان سے سرکو — مجھکو انعام مین دو ایک کی جا پر تم دو

۱۲۶
گل امید کے ملنے کی جو دی اسنے خبر
مین یہ بھولا کہ ہوا جامے سے اپنے باہر

۱۲۶

الغرض دیکے زر و سیم جو خوش اسکو کیا
کام سب بن گئے تیرے تھا یہ حاصل اسکا
کہدیا حال زنِ پیر نے مجھسے سارا
اور کہا یہ بھی کہ تو شام کو آنا اِس جا

مدعا دل کا جو تھا خوب بر آیا تیرا
کام سب فضل خدا سے ہوا پورا تیرا

۱۲۷

سنکے یہ حال طرف گھر کے روانہ مین ہوا
کہین عیارہ نے مجھکو نہ دیا ہو دھوکا
خوش کبھی اور کبھی اِس فکر سے رنجیدہ تھا
ہر گھڑی دل سے مرے لب پہ نکلتی تھی دعا

یا خدا جھوٹ نہو سچ ہو ضعیفہ کا کلام
دن یہ کٹ جائے کہین جلد نمودار ہو شام

۱۲۸

الغرض شام کی امید مین یہ دن تو کٹا
راستہ دیکھا کیا اُس زن مکارہ کا
گذر اُس جا پہ ہوا شام کے ہوتے ہی مرا
صدمہ جو دیر مین گذرا ہو بیان اُسکا کیا

کبھی امید کبھی یاس نظر آتی تھی
آنے مین اُسکے جو دان دیر ہوئی جاتی تھی

۱۲۹
ایک گھنٹہ جب اِسی بیم و رجا مین گذرا
سر جھکائے ہوے اور ہاتھ مین رنگین عصا
آئی تب وہ زنِ مکارہ بصد ناز و ادا
جس سے ہر گام پہ آتی تھی کھٹا کھٹ کی صدا
مجھسے کہنے لگی دلبر کے مکان مین چلیے
روح مومن کی طرح باغِ جنان مین چلیے

۱۳۰
آگے آگے وہ چلی جاتی تھی کیا تیز قدم
ساتھ ہی اُسکے چلا مین بھی نہ کچھ بیش نہ کم
کیا کہون دل پہ مرے کیا تھا خوشی کا عالم
بھول سب مجھکو گیا رنج و غم و درد و الم
ہوئی تا منزلِ مقصود رسائی دم مین
یار کی چاند سی صورت نظر آئی دم مین

۱۳۱
مجھکو دیکھا تو عجب چال بنایا اُسنے
منھ دوپٹے سے سرِ دست چھپایا اُسنے
سرد مہری کا مزہ خوب چکھایا اُسنے
جل کے فقرہ یہ مجھے گرم سنایا اُسنے
تم تو اُس قحبۂ مکارہ پہ خود مرتے تھے
یان گلا کس لیے خنجر سے جدا کرتے تھے

۱۳۲
آئے یان کسلیے ہو تمکو بلایا کس نے
چھوڑا زحمت سے تھا پھر مجھکو پھنسایا کس نے
یان پتا ٹھیک مرا تمکو بتایا کس نے
بیٹھے بٹھلائے یہ پھر مجھکو ستایا کس نے
یا خدا اُس زنِ مکارہ کو غارت کردے
جو بلا لائی ہے منہ خاک سے اُسکا بھردے

۱۳۳
پھر کہا ہنسکے جسے چاہتے ہو جاؤ وہان
سچ بتاؤ کہ اُسے چھوڑ دیا تمنے کہان
مجھسے پوشیدہ چلے جاتے تھے راتونکو جہان
تب کہا مینے کہ باطل ہے تمہارا یہ گمان
چل کے مسجد مین قسم لے لو اگر ہو نہ یقین
جھوٹ غیرون نے کہا تمسے کبھی سچ یہ نہین

۱۳۴
یون ہی آپس مین رہی دیر تلک جب تکرار
تب یہ آہستہ سے بولی وہ ضعیفہ اکبار
تم پہ اس عاشق جانباز کی ہے روح نثار
دیکھو یہ رنج جدائی مین بہت ہے بیمار
اپنے بیمار محبت کے مسیحا ہو جاؤ
خلق مین رشک دہِ حضرتِ عیسیٰ ہو جاؤ

۱۳۵
دیکھیے اُس زن مکارہ کی باتون کا اثر
یہ کہا مجھسے اجی صاف کہو آئے کدھر
سُنکے بات اُسکی لگا ہنسنے مرا رشک قمر
کیسے غائب تھے جو مدت سے نہین آئے نظر

کہو وہ قحبۂ آوارہ کہان ہے جانی
جسکی الفت مین ہے تمنے یہ گدائی ٹھانی

۱۳۶
یہ سخن سنتے ہی مین رونے لگا زار و نزار
دیدۂ تر نے دکھائی مرے نیسان کی بہار
رکھدیا سرکو پریرو کے قدم پر اکبار
برق وش پھر تو لگا کرنے مجھے پیار پہ پیار

مل کے دو بچھڑے ہوے پھوٹ کے روئے باہم
ہچکیاں لگ گئین دونون کی عجب تھا عالم

۱۳۷
منھ پہ منھ رکھکے وہ کہتے تھے کہ کچھ بول اے جان
تیرے دل مین مری جانب سے نہین کچھ ہے گمان
تیرے محبوب کی اب آنکھون مین تیرہ ہے جہان
الفت دل تری اس دل ہی سے ہے مجھ پہ عیان

زندہ در گور کو زنہار نہ زندہ دیکھے
آنکھین کھولے جو نہ اس دم مرا مردہ دیکھے

۱۳۸ اُسنکے یہ کھولدیا دیدۂ مشتاق اپنا
ہاتھ پھیلا کے لیا سینے گلے اُنکو لگا
سینے سے سینہ ملا لب سے ملا لب میرا
آنسو وہ پونچھتے تھے میرا کبھی مین اُنکا

دیر تک خوب رہی گریہ وزاری باہم
۱۳۹ برسین جس طرح سے دو ابر بہاری باہم

عالم گریہ وزاری مین ہم آغوش ہوے
قصے سب رنج جدائی کے فراموش ہوے
جو زبان کھولی ہوئی آہین تھے خاموش ہوے
نکلنے سونگھ کے بیہوشی سے باہوش ہوے

اک اشارے مین کنیزین ہوئین حاضر اُسجا
۱۴۰ آفتابہ لیے تھی کوئی کوئی طشت طلا

روچکے خوب جب دل کھول کے بچھڑے باہم
ہنسکے تب اُسنے کہا تم کو مرے سر کی قسم
سچ بتاؤ نہ ڈرو مین نہین ہونگا برہم
کسلیے تمنے دیے اتنے مجھے رنج والم

۱۴۱ عرض تب مینے یہ کی بس اِسی حیلے سے حضور
امتحان آپ کی الفت کا تھا کرنا منظور

۱۴۲

ہنسے منہ اُنکا جو دھویا تو اُنھین نے میرا
اپنے پہلو مین بٹھا کر مجھے با ناز و ادا
اپنے حصے کا بھی پان اُنکو دیا مینے کھلا
بولے وہ ہنسکے تمھین چاہیئے من حد سے سوا

الغرض مہر و وفا کی رہین باتین باہم
کچھ نہ تھی فکر جدائی نہ تھا اغیار کا غم

۱۴۲
دم مین حمام کے بھر جانیکا سامان ہوا
وہ بنی خدمتی میری تو بنا مین اُنکا
تخلیہ ہو گیا ہم دونون ہوے وان یکجا
خوب اُنھین نے مجھے اور مینے اُنھین نہلایا

اُنکا اسوقت جو پر نور سراپا دیکھا
قدرتِ خالق عالم کا تماشا دیکھا
۱۴۳

الغرض جبکہ نہانے سے فراغت پائی
ایک نے ایک کو پوشاک وہان پہنائی
جامہ خانہ مین رہی دیر تلک یکجائی
اُس گھڑی آئینہ فدا جان سے تھی رعنائی

قصر زرین مین ہوے اُٹھ کے وہان سے داخل
اک مکان مین ہوے ہم ایک مکان سے داخل

۱۴۴ عطر دان لیکے کنیز ایک وہاں پھر آئی
حسن نے اُسکے عجب شان خدا دکھلائی
گل کا زیور کوئی اور کوئی طلا کا لائی
اور مشاطہ نے آنے کی اجازت پائی
خوب آراستہ وہ غیرت شمشاد ہوا
آدمی زاد تھا یا دم مین پریزاد ہوا

۱۴۵ ہو کے آراستہ دی مسند زر کو زینت
گرد پھرنے لگی یہ خوش ہوئی شان و شوکت
حسن مین بدر کی صورت سے تھی بڑھکر صورت
دیکھکر اُسکی صفا آئینہ کو ہے حیرت
عکس رخ ماہ کے سینہ کی جلا ہو جائے
حسن یوسف بھی جو دیکھے تو فدا ہو جائے

۱۴۶ باادب سامنے استادہ کنیزین تھین تمام
حکم اُنکو جو ہوا جلد وہ لے آئین طعام
ایسی خوشبو تھی کہ رضوان کا معطر تھا مشام
بعد کھانے کے مہیا ہوئے مینا اور جام
منہ سے کچھ کہ نہین سکتا ہون مزہ کیسا بخشا
پینے والے کو عجب لطف دوبالا بخشا

۱۴۷ دور ساغر جو لگے چلنے پیا پی اُس دم
خانۂ دل سے ہوا دور غم و رنج و الم
ہاتھ گردن مین کبھی ڈال کے وہ اور کبھی ہم
عیش و عشرت کے مزے لوٹ رہے تھے باہم
راہ تشویش کی پھر میرے مکان مین بھی نہ تھی
دولتِ بوسہ وہ پائی جو گمان مین بھی نہ تھی

۱۴۸ رنگ بگڑا جو کنیزون نے یہان کا دیکھا
ایک کا دوسرے سے تب یہ اشارہ بس تھا
اب مناسب نہین اسجا یہ ٹھہرنا اصلا
دونون بیچو دہین نہین دھیان ہر کچھ پردے کا
اِس جگہ سے کے تو ٹھہرنے سے ہے چلنا بہتر
ہٹ گئین ڈال کے سب جلدی سے پردہ ذرّ

۱۴۹ بعد مدت جو پری وش سے ہوئی یکجائی
گھر ملا غیرون سے خالی تھی عجب تنہائی
بات ہر ایک مقدر سے مری بن آئی
گھر مین بیٹھے ہوئے تقدیر سے دولت پائی
کیا کہون لطف جو خلوت مین اُٹھایا مین نے
جب لیا بوسہ مزہ وصل کا پایا مین نے

۱۴

رات بھر خوب مزے وصل کے لوٹے باہم
روزِ فرقت کا نہ تھا خوف نہ اغیار کا غم
دونون جانب سے جوانی کا عجب تھا عالم
سینے سے سینہ ملا تھا تو یہی کہتے تھے ہم
شکر ہے شکر کہ امید بر آئی یارب
اُنسے وصلی کی طرح ہو نہ جدائی یارب

۱۵

وہ کبھی پوچھتے تھے دیکھکے مجھے اسکی قسم
جس پریرو کی محبت مین اُٹھائے تھے ستم
سچ بتاؤ کہ ابھی اُسکا ہے کچھ دل مین الم
جسکی فرقت نے دکھائے تھے تمھین صدمہ و غم
آتش رشک سے کیسا مجھکو جلایا تمنے
صاف کہدو کہ کہان اُسکو چھپایا تمنے

۱۶

ہنسکے بولا مین کہ جھوٹی ہین یہ ساری باتین
چھیڑنے کے لیے سب ہین تمھاری باتین
دل کو تڑپاتے ہین اور بھاتی ہین ساری باتین
سچ کسی طرح سے تم سمجھو ہماری باتین
جو قسم تم کو ہو مرغوب وہ کھاتے ہین ابھی
لاؤ قرآن نہا دھو کے اُٹھاتے ہین ابھی

١٥٠
ہنسکے وہ بولے یہ مجھسے کہ جلاتا ہون تمھین
باتین بھولی ہوئی پھر یاد دلاتا ہون تمھین
آج قابو مین جو آئے ہو دباتا ہون تمھین
پیارے لگ جاؤ گلے مین توستاتا ہون تمھین
یاد اُس تحفہ کی جب دل مین مرے آتی ہے
آتش غم سے طبیعت یہ جلی جاتی ہے

١٥١
الغرض عیش کا سامان رہا لیل و نہار
جام دل بادۂ عشرت سے ہوا پھر سرشار
جل گئے آتش حسرت مین تھے جلنے اغیار
جز خوشی کے نہ رہا غم کوئی باقی زنہار
ایک جا لطف و محبت سے گذر ہونے لگی
زندگی عیش کے ہمراہ بسر ہونے لگی

١٥٢
یہ تجمل کرے کس مُنھ سے ادا شکر خدا
دین و دنیا مین اسی طرح سے ہو کل کا بھلا
اُسکی رحمت سے جو مطلب تھا ہوا وہ پورا
یا خدا ہو کسی عاشق سے نہ معشوق جدا
گردش چرخ سے دشمن جو ہین حیران رہین
دوست شادان رہین اغیار پشیمان رہین

مخمس بر غزل اکمل اکملا ملک الشعرا وحید العصر فرید الدہر رشک

بلبل باغ سخندانی نوآفرین مضامین و معانی رئیس الرؤسا

امیر الامرا اوستاد ابن اوستاد حضرت مرحمت الدولہ سید

غضنفر علیخانصاحب بہادر متخلص حکیم

جو مجھپہ فضل خداے مجید ہوجائے
پسند تر مین طرز جدید ہوجائے
تو فن مین پیر ہون عالم مرید ہوجائے
لکھون جو شعر کشائش پدید ہوجائے
دوات قفل ہو خامہ کلید ہوجائے

نقاب سے جو وہ عارض پدید ہوجائے
یہ شام رنج مری صبح عید ہوجائے
ظہور قدرت رب مجید ہوجائے
نصیب زلف سیہ کی جو دید ہوجائے
یہ سرمہ نور بصر کو مفید ہوجائے

چمن میں جائے گل تر ہیں ڈھیر خاروں کے
ہزار کوس نہیں چھپے ہزاروں کے
دعائیں ہلتے ہیں یوں لب امیدواروں کے
برنگ قفل ہیں دل بستہ بادہ خواروں کے
رگ سحاب الٰہی کلید ہو جائے

کبھی فریب سے یہ آسمان نہیں خالی
زمین پہ مکر سے کوئی مکان نہیں خالی
دغا سے صوت قامت اذان نہیں خالی
ریا سے طاعت اہل جہان نہیں خالی
گئے جو ماہ صیام انکو عید ہو جائے

جو میری طبع نے کی فکر ہو گئی تاریخ
دل سخن نے کہا کیا ہی کہی تاریخ
اسی سبب سے کہی ہے یہ مرنے کی تاریخ
میں اپنی قبر پہ کھدواؤں جیتے جی تاریخ
رقم پہونچنے سے پہلے رسید ہو جائے

سرور ہو دل و جان کو نہ چشم ہو پر نم
بلا سے ہو کوئی فی النار مجھکو کیوں ہو الم
بہت خوشی سے ہوں کہتا انھیں کی کھا کے قسم
جلائیں غیر کو وہ شوق سے مجھے کیا غم
بلا سے کندۂ دوزخ یزید ہو جائے

کسیطرح سے اگر ہو تبا وہ عہد شکن
دہن کا راز سمجھ لیتے طبع سُنکے سخن
اِسی کے باب مین ہر دمبدم مجھے اُلجھن
کسی طرح تو کُھلے اُس پری کا قفل دہن
الٰہی آگے جما ہر کلید ہو جائے

ہزار فکر ہو گو شام و صبح اِسمین مجھے
کہ رازِ عشق کسی طرح سے یہ کُھل نہ سکے
پئے حفاظتِ رسوا پردے مین دل کے
چھپاؤن لاکھ کبھی عشق زلف و رخ نہ چھپے
یہ بوے مشک وہ خون شہید ہو جائے

طلب کے واسطے قاصد اگر وہان جائے
خوشی سے خط لے زبان پر نہ عذر کچھ لائے
لفافہ کھول کے جسدم نگاہ فرمائے
یقین ہر پڑھتے ہی خط نامہ بر کے ساتھ آئے
وہ آپ خط کی ہمارے رسید ہو جائے

یہ کہہ رہے ہین شہادت کے جتنے ہین مائل
کہ دیکھین خلعتِ رنگین یہ کِسکو ہو حاصل
یہ بولا دیکھ کے مقراضِ تیغ ہر بسمل
جو ٹکڑے کرنے ہین اعضا تو دیر کیا قاتل
ابھی جو ہونی ہو قطع و بُرید ہو جائے

۱۱ کھنچی وہ میان سے ہو بیقرار جو دیکھے
کرے نہ موت کا کچھ انتظار جو دیکھے
نثار اپنی کرے جانِ زار جو دیکھے
چھری ہو سحر کی یا تیغ یار جو دیکھے

رگڑ رگڑ کے گلا خود شہید ہو جائے

۱۲ زہے نصیب کہ پہونچا ہون اُسکی منزل مین
بیان کیا مین مفصل کرون جو ہو دل مین
مدد یہ غیب سے حاصل ہوئی ہو مشکل مین
بنا ہون اسلیے مین گنگ اُسکی محفل مین

کہ تا اشارون سے گفت و شنید ہو جائے

۱۳ اسی فراق مین ہون ایکدم نہین ہو قرار
یہی نکلتی ہو دل سے دعا مرے ہر بار
فرشتہ موت کا کرتا ہو میرے دم کا شمار
خدا کرے یہین رہ جائے آکے خنجر یار

نیام زخمِ گلو سے شہید ہو جائے

۱۴ خدا کوئی نہ حسینون کی اس فنا مین پڑے
نہ چاہ کر کے کوئی قہر کبریا مین پڑے
لگا کے دل نہ کوئی عشق کی جفا مین پڑے
فرشتے عاشقِ زہرہ ہوے بلا مین پڑے

خدا کرے نہ کوئی زن مرید ہو جائے

تجھے یہ روزے کی الفت مبارک اے صائم
تجھے یہ فاقہ کی وقت مبارک اے صائم
خدا کی تجھکو عبادت مبارک اے صائم
تجھے ہلال کی رویت مبارک اے صائم
یہاں گلے سے ملیں جب وہ عید ہو جائے

خوشی کے باغ میں میں خارِ غم نہیں بوتا
لپٹ کے اُس گُلِ تر سے ہوں چین سے سوتا
یہاں ہجر سے اپنے مزے نہیں کھوتا
میں اُنکے آگے کبھی وصل میں نہیں روتا
کہ ناگوار نہ بارانِ عید ہو جائے

خدا کی دین کی کشتی کا ناخدا جو ہو
نبی کی امت عاصی کا پیشوا جو ہو
جگر بتول کا اور جانِ مرتضیٰ جو ہو
غضب کی بات ہے یہ خونِ مصطفیٰ جو ہو
وہ رنگ غازۂ روئے یزید ہو جائے

یہ سوجھتا کب ہر کوئی اُسکی جاودانی کو
نہیں مناسبت اس دل سے کچھ بھی ثانی کو
سمجھتا یہ نہیں ہرگز فنا ہے فانی کو
شبیہ مصحفِ رخ میں یہ کہہ ہے مانی کو
کہ اصل نقل کلامِ مجید ہو جائے

١٩ کمال شوق کا بادل اُٹھا ہی گھر گھر کے
یہ آرزو ہی کہ مین ناتوان گر گر کے
خوشی ہو نکلون جو اس بحر غم سے تر تر کے
طواف کعبہ کرون گرد دل کے پھر پھر کے
قریب مجھکو یہ راہ بعید ہو جائے

٢٠ ہمارا حال تپ ہجر سے بہت ہی سقیم
تڑپتے رہتے ہین ہر روز و شب خدا ہی علیم
سوا سے درد تجمل نہین ہی کوئی ندیم
کہین وہ شربت دیدار ہو نصیب حکیم
کہ ہمکو عین مرض مین مفید ہو جائے

اسم تاریخی واسوخت تصنیف مصنف

لعد الحمد حبیب گیا واسوخت
معنی و لفظ کی متانت سے
اس زمانے کا بھی شریک ہی رنگ
آبداری مین گوہر خوش آب

غیرت گل ہی خار خار اسکا
شعرا مین ہی اعتبار اسکا
کیون نہ قائل ہو روزگار اسکا
پانی بھرتے ہین بار بار اسکا

ای تجمل ہی فکر سال اگر
نام رکھ نغمہ ہزار اسکا
۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ از نتیجۂ افکار جناب مرحمت الدولہ بہار الملک سید محمد غضنفر علیخان صاحب بہادر صولت جنگ متخلص بہ حکیم اوستاد مصنف ابن اکبر جناب تدبیر الدولہ مدبر الملک منشی سید مظفر علیخان صاحب بہادر اسیر مرحوم

خانِ فلک رتبہ تجمل حسین	نظم اُنھون نے جو کیا یہ واسوخت
بولا ئے سال یہ طوطیِ طبع	سبزہ چمن واہ ہے کیا یہ واسوخت ۱۳۰۸ھ

قطعۂ تاریخ از نتیجۂ افکار جناب افضل الدولہ مظفر الملک سید محمد افضل علیخان صاحب بہادر شوکت جنگ متخلص بہ افضل

ای زہے طبع تجمل کو دم فکر سخن	گوہر مضمون نو در رشتۂ واسوخت سفت
خوانده حرفی از ورق افضل پے سال طبع	صفحۂ ناز و نیاز عاشق و معشوق گفت ۱۳۰۸ھ

قطعہ تاریخ از ریختہ کلک گہر سلک شیخ علی حزین صاحب متخلص بہ حزین

ہے تجمل کی فکر کیا عالی	مہر چرخ کہن ہے یہ واسوخت
شمع مضمون پہ دل ہین پروانے	زینت انجمن ہے یہ واسوخت
گیسوون کے بندھے جو ہین مضمون	رشک مشک ختن ہے یہ واسوخت
زینت گوش دل نہ کیونکر ہو	سلک دُر عدن ہے یہ واسوخت
ہے مصنف زبس فصیح و بلیغ	رشک اہل سخن ہے یہ واسوخت
گل تاریخ ای حزین یہ کھلا	زندگی کا چمن ہے یہ واسوخت ۱۳۰۸ھ

خاتمۃ الطبع

للہ الحمد کہ نغمہ ہزار یعنی واسوخت تجمل مطبع منشی نولکشور مقام لکھنؤ بماہ جون سنہ ۱۸۹۱ع مین شایع ہوا